

قرآن کریم کی جمع و تدوین کب اور کیسے؟

اللَّهُ جَلَ جَلَالَهُ كَاوَعْدَهُ كَيْسَى پُورا ہوا ملاحظہ فرمائیں :

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على إشرف الأنبياء والمرسلين... إما بعد

آج یہ قرآن مجید جو ہمارے درمیان موجود ہے یقیناً یہ ایک اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ لازوال نعمت و معجزہ ہے جس سے انسانیت تا قیامت مستفید ہوتی رہے گی۔ بلاشبہ یہ قرآن مجید اللہ رب العالمین کا کلام ہے، اللہ کی کتاب ہے گذشته کتابوں کے برخلاف رب دو جہاں نے اس کتاب کے حفاظت کی ذمہ داری خود اپنے ذمہ لے رکھی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے " [إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الَّذِي كُرَّأَ إِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ] (الجر: ۹) (بیشک ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں) اس آیت کی تفسیر میں ابن جریر طبری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ : { بیشک ہم نے ہی ذکر کو نازل فرمایا ہے } اور وہ ذکر قرآن ہے { اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں } اللہ تعالیٰ نے اس میں یہ فرمایا ہے کہ ہم قرآن کی حفاظت کرنے والے ہیں کہ کہیں اس میں باطل کا اضافہ نہ کر دیا جائے یا پھر اس کے احکام و حدود اور فرائض میں سے کچھ کمی نہ کر دی جائے۔ تفسیر الطبری (۱ / ۸)

اور شیخ السعدی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ : (بیشک ہم نے ہی ذکر کو نازل کیا ہے) یعنی قرآن کو نازل کیا جس میں ہر چیز کے کا ذکر ہے مسائل اور واضح دلائل وغیرہ اور اسی طرح اس میں سے جو نصیحت حاصل کرنا چاہے اس کے لئے نصیحت بھی ہے۔ (اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں) یعنی وقت نزول اور نزول کے بعد بھی، تو نزول کی حالت میں ہم نے اسے ہر شیطان مردود سے محفوظ رکھا ہے جو کہ چوری چھپے سنتے والا ہے، اور نزول کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کے سینوں میں محفوظ کیا، اور اللہ تعالیٰ نے اس کے الفاظ کو زیادتی اور نقصان اور اس کے معانی میں کسی بھی

قتم کے رد و بدل سے محفوظ رکھا ہے، اور اگر اس کے معانی میں تحریف کرنے والا کوئی بھی تحریف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے علماء پیدا فرمادیتا ہے جو کہ حق کو بیان کرتے ہیں۔

ہمارے لئے اس بات کا بھی علم ضروری ہے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن تہمیں (23) برس میں تھوڑا تھوڑا کر کے بوقت ضرورت نازل کیا گیا، جیسا کہ فرمان الہی ہے : [وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرِئَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى كُمُثٍ وَنَزَلْنَاهُ تَتْرِيلًا] " الاسراء (106) (اور قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے اس لئے اتنا رہے

کہ آپ اسے بہ مہلت لوگوں کو سنائیں اور ہم نے خود بھی اسے بتدریج نازل فرمایا } -

شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کی تشریع بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ : یعنی : ہم نے یہ قرآن فرق کرنے والا بنا کر نازل کیا ہے جو کہ حق و باطل اور ہدایت و گمراہی کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔ (ہے کہ آپ اسے بہ مہلت لوگوں کو سنائیں } یعنی مہلت کے ساتھ تاکہ وہ اس کے معانی پر غور و فکر اور تدبر کر سکیں اور اس کے علوم کا استخراج کریں۔ } اور ہم نے خود بھی اسے بتدریج نازل فرمایا } تھوڑا تھوڑا کر کے تہمیں برس میں نازل کیا۔ تفسیر السعدی ص (760) -

پہلی کوشش :

قارئین کرام : آئیے اب معلوم کرتے ہیں کہ قرآن مجید جس کے حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے کس کس طرح سے اس کو مختلف ادوار میں محفوظ کیا گیا ہے، پہلی بات یہ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قرآن کریم کو اپنے سینوں میں حفظ کیا کرتے تھے اور ان میں سے بہت ہی ایسے تھے جو کہ بعض آیات اور سورتیں چھڑے اور باریک پتھروں وغیرہ پر لکھ لیا کرتے تھے۔

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع میں قرآن کریم کے علاوہ کچھ اور لکھنے سے منع فرمادیا تھا، اور صحابہ کو اپنا کلام لکھنے سے وقتی طور پر روک دیا تھا تاکہ صحابہ کرام کی ہمتیں قرآن کریم کے حفظ اور اس کی کتابت کی طرف مکمل طور پر متوجہ ہو جائیں، اور اس لئے بھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا اللہ تعالیٰ

کی کلام قرآن کریم کے ساتھ اختلاط نہ ہو جائے اور قرآن کریم زیادتی و نقصان سے محفوظ رہے۔ یہ بھی ایک اقدام آپؐ کی جانب سے تھا کہ آپؐ نے امین اور فقہاء صحابہ کرام کی ایک جماعت کو وحی لکھنے کی ذمہ داری سونپ رکھی تھی۔

دوسرا کوشش :

خلیفہ اول ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوران میں قرآن کریم صحابہ کرام کے سینوں اور چڑیے وغیرہ پر باقی اور محفوظ رہا، اس کے بعد مرتدین کے ساتھ لڑائیوں میں بہت سے حفاظ صحابہ کرام شہید ہو گئے تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈر پیدا ہوا کہ کہیں قرآن کریم صحابہ کرام کے سینوں میں ہے نہ رہ کر ضائع ہو جائے، تو انہوں نے کبار صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ مکمل قرآن کریم کو ایک کتاب میں جمع کیوں نہ کر لیا جائے تاکہ وہ ضائع ہونے سے محفوظ رہے، تو یہ کام انہوں نے حفاظ میں سے زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ لگایا۔ اس کا ذکر امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کچھ یوں کیا ہے:

زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ یمامہ کے بعد میری طرف پیغام بھیجا (میں جب آیا تو) عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے پاس دیکھا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ میرے پاس آ کر کہنے لگے کہ جنگ یمامہ میں قرآن کرام کا قتل (شہادتیں) بہت بڑھ گیا ہے، اور مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں دوسرے ملکوں میں بھی قرآن کرام کی شہادتیں نہ بڑھ جائیں جس بنا پر

بہت سا قرآن ان کے سینوں میں ان کے ساتھ ہی دفن ہو جائے گا، اس لئے میری رائے تو یہ ہے کہ آپ قرآن جمع کرنے کا حکم جاری کر دیں۔ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کہ تم وہ کام کیسے کرو گے جو کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اللہ کی قسم یہ ایک خیر اور بھلائی کا کام ہے، چنانچہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بار بار میرے ساتھ یہ بات کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارہ

میں میرا شرح صدر کر دیا، اور اب میری رائے بھی وہی ہے جو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ تم ایک جوان اور عاقل مند شخص ہو ہم آپ پر کوئی کسی قسم کی تہمت بھی نہیں لگاتے، اور پھر تم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی بھی رہے ہو، تو تم قرآن کو تلاش کر کے جمع کرو۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر وہ مجھے ایک جگہ سے دوسری جگہ کوئی پہاڑ منتقل کرنے کا مکلف کرتے تو مجھ پر وہ اتنا بھاری نہ ہوتا جتنا کہ قرآن کریم جمع کرنے کا کام بھاری اور مشکل تھا، میں کہنے لگا آپ وہ کام کیسے کرو گے جو کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ وہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم یہ خیر اور بھلائی ہے، تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بار بار مجھ سے یہ کہتے رہے حتیٰ

کہ اللہ تعالیٰ نے میرا بھی دل کھولا جس طرح ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا شرح صدر ہوا تھا، تو میں قرآن کریم کو لوگوں کے سینوں اور چھال اور باریک پتھروں سے جمع کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ سورۃ التوبۃ کی آخری آیات خزینۃ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی اور کس پاس نہ پائی { لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنْتُمْ } (تمہارے پاس ایسا رسول تشریف لا یا ہے جو تم میں سے ہے جسے تمہارے نقصان کی بات نہایت گراں کر رہی ہے۔)

یہ مصحف ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات تک ان کے پاس رہا پھر ان کے بعد تاحیات عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اور ان کے بعد حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس رہا۔

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی حافظ قرآن تھے، لیکن اس کے باوجود انہوں نے قرآن کریم کے ثبوت کے لئے ایک خاص منہج اختیار کیا چنانچہ وہ اس وقت تک کوئی آیت نہیں لکھتے تھے کہ جب تک دو صحابی یہ گواہی نہ دے دیں کہ انہوں نے اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

یہ مصحف خلفاء کے ہاتھ میں خلیفہ راشد عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور تک رہا، اور صحابہ کرام مختلف ممالک میں پھیل چکے اور وہاں وہ قرآن ان سات لہجوں میں ہی پڑھتے تھے جن میں انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سناتھا، تو اس طرح ان کے شاگرد اسی طرح پڑھتے جس طرح کہ ان کے شیخ اور استاد نے انہیں پڑھایا تھا۔ جب ایک شاگرد اپنے ہم عصر بھائی کو قرآن کسی اور لہجے میں پڑھتا ہوا دیکھتا وہ اسے غلط کہتا اور اس کا انکار کرتا یہ معاملہ اسی طرح چلتا رہا حتیٰ کہ صحابہ کرام کو یہ خدشہ لاحق ہوا کہ تابعین اور ان کے بعد

آنے والوں کے درمیان فتنہ نہ پیدا ہو جائے اس لئے انہیں یہ خیال آیا کہ لوگوں کو صرف قریش کے لہجہ پر جمع کر دیا جائے جس پر قرآن کریم نازل ہوا ہے تاکہ اختلاف کو متاثرا جاسکے اور اس کی جڑ ہی ختم کر دی جائے، یہاں پر ہمیں اس بات کا علم بھی ضروری ہیکہ قرآن کریم سات لغات و لمحات میں اشارا گیا جیسا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ کی حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ صحیح بخاری (2287) صحیح مسلم (818) اور یہ لغات اور لمحات فصاحت میں معروف ہیں۔

تیسرا کوشش :

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے جو کہ آرمینیا اور آذربائیجان کو فتح کرنے کے لئے اہل عراق کے ساتھ مل کر شامیوں سے غزوہ کر رہے تھے حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرأت میں ان کے اختلاف نے گھبرائہٹ میں ڈال دیا تھا۔ حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگے اے امیر المؤمنین اس امت کو کتاب اللہ میں یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح اختلاف کرنے سے پہلے ہی روک لیں، چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر راضی ہو گئے اور آپ نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پیغام بھیجا کہ ہمیں وہ مصحف دو تاکہ ہم اس کے نسخے تیار کرنے کے بعد یہ مصحف آپ کو واپس کر دیں، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر اور سعید بن عاص اور عبد الرحمن بن حارث بن ہشام کو مصحف کے نسخے تیار کرنے کا حکم دیا، اور اس گروہ میں سے تین قریشیوں کو یہ کہا کہ اگر تم اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کی کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے قریش کے لغت میں لکھو کیونکہ قرآن ان کی زبان میں نازل ہوا ہے، تو انہوں نے ایسے ہی کیا۔ جب نسخے تیار ہو چکے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے مصحف ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ کو واپس کر دیا، اور ان نسخوں میں سے ہر ایک طرف ایک نسخہ بھیج دیا اور یہ حکم دیا کہ اس نسخے کے علاوہ ہر مصحف اور صحیفہ جلا دیا جائے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ یہ تھی وہ کوششیں جو حفاظت قرآن کیلئے اللہ تعالیٰ اپنے منتخب بندوں کے حق میں لکھ دی تھیں، اس طرح قرآن کریم کو محفوظ کیا گیا جو قیامت تک انشای اللہ محفوظ رہے گا، اسی کے ساتھ اللہ جل جلالہ کا کیا ہوا وعدہ بھی پورا ہوا کہ [إِنَّا نَحْنُ

نَزَّلْنَا الْدِّرْكَرْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ] (الجبر: ۹)۔

بشكريہ: اختی / شبانہ جعفر - امریکہ